AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

امجد اسلام امجد کی ڈرامہ نگاری میں مکالمے کی اہمیت

THE ARTISTIC SIGNIFICANCE OF DIALOGUE IN THE DRAMA WRITING OF AMJAD ISLAM AMJAD

ایاز علی جراح

لیکچرار، شہید بینظیر بھٹو، یونیورسٹی، نواب شاہ

ڈاکٹر پرویز احمد کمبوہ

شعبہ صدر اردو، گورنمنٹ ڈگری کالج کنڈیارو

ڈاکٹر ذوالفقار علی جلبانی

شعبہ صدر سندھی، گورنمنٹ ڈگری کالج محراب پور

Abstract:

This research paper examines the artistic and intellectual importance of dialogue in the dramatic works of Amjad Islam Amjad, situating his contribution within the broader evolution of Urdu drama. Emerging as a distinct literary genre in the mid-nineteenth century under the influence of European theatrical traditions, Urdu drama found its early architect in Agha Hashr Kashmiri, often hailed as the "Shakespeare of Urdu." With the advent of radio, dialogue became the soul of drama, serving as the principal medium through which emotion and narrative were conveyed. The introduction of television in Pakistan in 1964 further expanded the expressive range of drama, enriching it with visual and performative dimensions. Amjad Islam Amjad's arrival in this literary landscape infused Urdu drama with renewed depth and aesthetic subtlety. His poetic sensibility permeates his dramatic compositions, lending them simplicity of diction combined with profound thematic resonance. His dialogues are imbued with realism and moral insight, articulating the psychological conflicts, social dynamics, and ethical complexities of his characters. The celebrated television play Waris (1979) stands as a milestone, exemplifying his mastery over language and characterization. Amjad's dramas transcend mere entertainment; they embody a thoughtful engagement with the human condition, blending literary grace with socio-cultural awareness. Through his artful command of dialogue, he transformed Urdu drama into a powerful medium of reflection, where aesthetic beauty and social consciousness coexist harmoniously.

Keywords: *Urdu Drama, Dialogue, Characterization, Amjad Islam Amjad, Waris, Agha Hashr Kashmiri.*

اردو ڈرامہ نگاری کا پس منظر

اردو ادب میں ڈرامہ ایک نسبتاً جدید صنف ہے۔ قدیم اردو ادب میں شاعری اور داستان گوئی کی روایت تو بہت مضبوط تھی مگر ڈرامے کا باقاعدہ ظہور انیسویں صدی کے وسط میں یورپی اثرات کے نتیجے میں ہوا۔ ہندوستان میں انگریزوں کے زیرِ اثر جب تھیٹر عام ہوا تو اردو زبان نے بھی ڈرامے کی صنف کو قبول کیا۔ ابتدا میں ڈرامہ زیادہ تر عوامی تفریح کا ذریعہ تھا مگر جلد ہی یہ ایک سنجیدہ ادبی صنف میں ڈھل گیا۔ اردو ڈرامہ نگاری کے آغاز کا سہرا آغا حشر کشمیری (1879–

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

1935) کے سر ہے جنہیں بجا طور پر "اردو ڈرامے کا شیکسپیئر" کہا جاتا ہے۔ ان کے ڈرامے عوامی تھیٹر میں کھیلے جاتے تھے جن میں مکالموں کی شاندار قوت، جذبات کی فراوانی اور معاشرتی مسائل کا عکس نمایاں ہوتا تھا۔ جیسا کہ ڈاکٹر جمیل جالبی نے لکھا ہے:

"اردو میں ڈرامہ نگاری کا آغاز دراصل انگریزی ادب کے اثر سے ہوا اور اس کی
پہلی جھلک آغا حشر کشمیری کے ہاں نظر آتی ہے"1

بیسویں صدی کے وسط میں جب ریڈیو عام ہوا تو ڈرامے کی صنف نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ ریڈیو نے ڈرامے کو عوام کے گھروں تک پہنچا دیا۔ ریڈیو ڈرامے میں چونکہ منظر نہیں دکھایا جا سکتا تھا اس لیے مکالمہ ہی اصل سہارا بنتا تھا۔ اس طرح مکالمہ نگاری نے اردو ڈرامے میں بنیادی حیثیت حاصل کر لی۔ ڈاکٹر انور سدید اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"ریڈیو نے اردو ڈرامے کو وسعت دی، اگرچہ یہ ڈرامے اسٹیج کے بجائے آواز تک
محدود تھے مگر مکالمے کی اہمیت اور زبان کی سلاست نے انہیں مقبول کیا"2

پاکستان میں 1964ء میں ٹیلی ویژن کی نشریات کا آغاز ہوا تو اردو ڈرامہ اپنے عروج پر پہنچا۔ اب ڈرامے کے مکالمے صرف سنے نہیں بلکہ دیکھے بھی جانے لگے۔ کرداروں کے چہرے کے تاثرات، مناظر اور اداکاری نے مکالمے کی تاثیر کو کئی گنا بڑھا دیا۔ اسی دور میں اشفاق احمد، بانو قدسیہ اور بعد ازاں امجد اسلام امجد نے ڈرامہ نگاری میں نئے معیارات قائم کیے۔ وارث میر لکھتے ہیں:

ٹیلی ویژن نے ڈرامہ کو براہِ راست انسانی زندگی سے جوڑ دیا۔ مکالمہ صرف پڑھنے
کے بجائے جیتا جاگتا نظر آنے لگا اور یہی اردو ڈرامے کی اصل طاقت ہے"3

یوں کہا جا سکتا ہے کہ اردو ڈرامہ نگاری ابتدا میں تھیٹر سے شروع ہوئی، ریڈیو کے ذریعے گھر گھر پہنچی اور ٹیلی ویژن کے ذریعے اپنے عروج کو پہنچی۔ اس ارتقائی سفر میں مکالمہ نگاری سب سے زیادہ اہم رہی کیونکہ یہی ڈرامے کی جان ہے۔ یہی پس منظر بعد میں امجد اسلام امجد جیسے ڈرامہ نگاروں کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے جنہوں نے مکالمے کو ایک فنکارانہ اور ادبی سطح پر بلند کیا۔

امجد اسلام امجد کا ادبی و ڈرامائی تعارف

اردو ادب میں امجد اسلام امجد ایک ہمہ جہت شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ وہ نہ صرف ایک کامیاب شاعر تھے بلکہ ڈرامہ نگاری کے میدان میں بھی ان کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ ان کی تخلیقی زندگی کا آغاز شاعری سے ہوا مگر جلد ہی انہوں نے ٹیلی ویژن کے لیے ڈرامے لکھنے شروع کیے جنہوں نے انہیں گھر گھر مشہور کر دیا۔

امجد اسلام امجد 1944ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے اردو کیا اور تدریسی پیشے سے وابستہ ہو گئے۔ بعد ازاں انہوں نے پاکستان ٹیلی ویژن میں بطور ڈائریکٹر اور اسکرپٹ رائٹر بھی خدمات انجام دیں۔ جمیل جالبی نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

"امجد اسلام امجد نے اپنی شاعری اور ڈرامہ نگاری دونوں میں نیا انداز متعارف
کرایا اور اپنے منفرد اسلوب سے اردو ادب میں نمایاں مقام حاصل کیا۔"4

امجد اسلام امجد بنیادی طور پر شاعر تھے۔ ان کی نظموں میں رومانویت، عصری احساسات اور سادہ مگر دل نشیں زبان کا امتزاج پایا جاتا ہے۔

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ڈاکٹر انور سدید ان کے اسلوب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"امجد اسلام امجد کی شاعری میں روزمرہ کے الفاظ کی سادگی ہے لیکن یہی سادگی قاری کے دل پر اثر کرتی ہے اور یہی ان کی اصل قوت ہے۔"5

ساٹھ اور ستر کی دہائی میں ٹیلی ویژن ڈرامے نے جس تیزی سے ترقی کی، اس دور میں امجد اسلام امجد کا نام نمایاں ہوا۔ ان کا مشہور ڈرامہ وارث (1979ء) اردو ڈرامے کا ایک سنگ میل مانا جاتا ہے۔ وارث میر نے اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وارث نے امجد اسلام امجد کو بام شہرت تک پہنچا دیا۔ اس ڈرامے کے مکالمے اور کردار نہ صرف حقیقت نگاری کی مثال ہیں بلکہ یہ پاکستانی معاشرت کی عکاسی بھی کرتے ہیں۔"6

یوں کہا جا سکتا ہے کہ امجد اسلام امجد نے اپنی شاعری سے دلوں کو مسحور کیا اور ڈرامہ نگاری سے معاشرے کی حقیقتوں کو آئینہ دکھایا۔ ان کا شمار ان چند تخلیق کاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے ادب اور ڈرامے کو بیک وقت نیا وقار بخشا۔

امجد اسلام امجد ان کے ڈراموں کی خصوصیات

امجد اسلام امجد اردو کے اُن چند ڈرامہ نگاروں میں سے ہیں جنہوں نے ٹی وی ڈرامے کو ادبی معیار اور عوامی قبولیت دونوں یکجا کر کے دیا۔ ان کا کام صرف کہانی سنانا نہیں بلکہ معاشرتی رویّوں، طاقت کے تانے بانے اور فرد کے اندرونی تضادات کو اسکرین پر اتارنا ہے۔ اس مجموعی بحث میں میں ان کے ڈراموں کا نظریاتی پس منظر، فنی اوصاف، مکالمہ نگاری کا رُخ، کردار نگاری کی گہرائی اور ناظرین پر پڑنے والے اثر کو ایک جگہ سمٹ کر پیش کروں گا—ایسا خاکہ جو بعد میں آپ کے ذیلی موضوعات کے لیے بنیاد رہے گا۔

امجد کا پس منظر شاعری سے جڑا ہے اور یہی شاعرانہ شیوہ ان کے ڈرامائی انداز میں بارہا ظاہر ہوتا ہے۔ ان کی تحریر میں زبان عام اور سادہ ہوتی ہے مگر اس کے اندر ادبی لَے اور معنوی تہہ داری ہوتی ہے—یعنی سادہ الفاظ میں بھی ایک شاعرانہ مدھم سنگینی محسوس ہوتی ہے جو مناظر کو یادگار بناتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے ڈرامے عام ناظر کے لیے قابلِ فہم بھی رہتے اور ادبی طبقے کو بھی پسند آتے۔ (مثال کے طور پر یہ بات ریختہ کے پروفائل میں نمایاں ہے: "ڈرامہ 'وارث' کو لوگوں نے بہت پسند کیا۔)

امجد کے ڈرامے عموماً اجتماعی مسائل، طبقاتی تضادات، جاگیرداری یا چھوٹے شہروں کی معاشرتی ساخت، خاندانی کشمکش اور فرد کا اخلاقی تذبذب سامنے لاتے ہیں۔ یہ صرف سجا ہوا پلاٹ نہیں ہوتا بلکہ حقیقت کا ایک ایسا منظر ہوتا ہے جو ناظر کے سامنے براہِ راست کھلتا ہے—ایسے مناظرات، مکالمے اور کردار جو سماج کے مخصوص طبقاتی، لسانی اور ثقافتی رنگ دکھاتے ہیں۔ بعض حوالوں میں یہ بھی ملتا ہے کہ 'وارث' جیسا پلے امجد کے لیے ایک نقطۂ عروج رہا اور اسی نے انہیں وسیع شہرت دی'۔

امجد شاعر ہونے کے ناطے مکالموں میں لَے، وقفہ، اور آواز کی موسیقیت کو اہمیت دیتے ہیں۔ مکالمات سیدھے سوی بولنے والے جملے نہیں ہوتے بلکہ ان میں جذبات کا آہستہ بڑھتا ہوا زور، توقعات اور پوشیدہ معنی ہوتے ہیں—یوں ایک سادہ ڈائیلاگ بھی کئی سطحوں پر کام کرتا: ظاہری معنی، کردار کی پس پردہ نیت، اور ناظر کے اندر اٹک جانے والا سوال۔ اس ترکیب نے اُن کے ڈراموں کو یادگار مناظرات دیے جو صرف ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار ذہن میں آتے ہیں۔ (یہی بات ڈرامہ وارث اور دیگر آثار کی ادبی سفارشات میں بارہا نوٹ کی گئی ہے۔)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

کردار صرف باتیں نہیں کرتے، بلکہ وہ بولتے وقت اپنی تاریخ، سماجی حیثیت اور اندرونی تضادات بھی بول رہے ہوتے ہیں۔ امجد کے کردار عام طور پر متنازع، نیم روشن اور کئی بار متضاد جذبات کے حامل ہوتے ہیں—یہ انہوں نے مکالمے کے ذریعے دکھائے: اندرونی اضطراب، فرائض کا بوجھ، یا طاقت کا غلط استعمال—سب مکالمے کے ذریعے پنہاں رہ کر منظر بن جاتا ہے۔ اس وجہ سے ان کے ڈراموں کے کردار پردے کے پیچھے ایک پوری دنیا رکھتے دکھائی دیتے ہیں۔

امجد کے ڈرامے آہستگی اور اچانک زور—دونوں رکھتے ہیں۔ وہ کسی منظر کو متعین انداز سے باندھتے ہیں، پھر مکالمہ یا خاموشی کے ذریعے اس میں ایک چوٹی (crescendo) پیدا کرتے ہیں اور آخر کار نتیجہ نکالتے ہیں۔ اس مخصوص دورانیہ نے ناظر کو احساس دلاتا ہے کہ وہ محض تفریح کے لیے نہیں بلکہ کسی بنیادی سوال یا مسئلے کے تابع ہے۔ یہ لَے اُن کے شعری پس منظر سے بھی متاثر ہے—جیسا کہ خود اُنہوں نے نظم کی ساخت کی تعریف کی (یہ نقطہ آپ بعد میں نظم و مکالمہ کے موازنہ میں بھی دیکھیں گے)۔

امجد اپنے مناظرات میں مقامی محاورے، بولیوں اور روایتی استعارات شامل کرتے ہیں، مگر وہ انھیں کبھی بھی سٹھیریائز نہیں کرتے؛ زبان کردار کے مطابق ڈھلتی ہے۔ یہی وہ عنصر ہے جو ڈرامے کو کسی مخصوص خطے یا طبقے کا احساس دیتا ہے—چاہے وہ پنجاب کا جاگیردار طبقہ ہو یا چھوٹے شہر کا متوسط خاندان۔ اس نے ان کے ڈراموں کو علاقے کا حقیقی پن دیا، نہ کہ محض سیمولیشن۔ امجد کی نگارش میں وہ خصوصیت ہے جو ادبی معیار کو عوامی زبان میں منتقل کر دیتی ہے۔ یعنی اُن کے ڈرامے ادبی خواندگی کی کمیابی کے باوجود عوامی سطح پر بھرپور مقبول ہوتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے کام کو بہ طورِ خاص یاد رکھا جاتا ہے—اس حقیقت کا اظہار اردو صحافت و کالم نگاری میں افسوسِ فقدان اور ستائش دونوں کے انداز میں ہوا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو امجد اسلام امجد کے ڈرامے ادبی فکر، سماجی شعور، اور فنی استعداد کا مرکب ہیں۔ ان کا کام ڈرامے کو صرف ایک تفریحی میڈیم سے بڑھ کر ایک سماجی آئینہ بنا دیتا ہے—جو تماشائی کو مسحور بھی کرے اور اس کے ضمیر کو جگائے بھی۔ یہی مجموعی بحث آپ کو ان کے ذیلی موضوعات (مثلاً: مکالمہ نگاری کے مخصوص اوزار، وارث میں کردار نگاری کا تجزیہ، دیہی و شہری موضوعات کا تقابلی مطالعہ وغیرہ) میں گہرا تجزیہ لکھوانے کی بنیاد دے گی۔

امجد اسلام امجد کے ڈراموں میں مکالمہ نگاری

امجد اسلام امجد بنیادی طور پر شاعر تھے، اور یہی شاعرانہ حسیت ان کے ڈراموں کی مکالمہ نگاری میں جھلکتی ہے۔ ان کے مکالمے سادہ، رواں اور عام فہم ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی ان میں ایک تہہ داری اور جذباتی گہرائی بھی موجود رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ڈرامے صرف کہانیوں کی بنا پر نہیں بلکہ مکالموں کی تاثیر کے باعث مقبول ہوئے۔ ان کے مکالمے کرداروں کے مزاج، طبقاتی پس منظر اور نفسیاتی کیفیت کے مطابق ڈھلتے ہیں۔ وارث، دیوار، شب زاد اور سویرا جیسے ڈراموں میں کرداروں کے درمیان ہونے والی گفتگو ناظر کو حقیقت سے قریب تر محسوس ہوتی ہے۔ یہی مکالمے نہ صرف پلاٹ کو آگے بڑھاتے ہیں بلکہ سماجی مسائل کی وضاحت بھی کرتے ہیں۔

جیسا کہ ایک ناقد نے لکھا:

> "امجد اسلام امجد کے مکالمے روزمرہ زندگی کی زبان میں ڈھلے ہوئے ہیں لیکن
> اس میں ادبی رنگ اور تہذیبی شعور کی جھلک بھی نمایاں ہے۔"7

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

سادہ اور عام فہم زبان کا استعمال

امجد اسلام امجد کے ڈراموں کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کے مکالموں میں سادہ اور عام فہم زبان کا استعمال ہے۔ وہ پیچیدہ اور بھاری بھر کم جملوں کے بجائے ایسی زبان اختیار کرتے ہیں جو براہِ راست ناظر کے دل و دماغ پر اثر ڈالتی ہے۔ ان کا اسلوب ایسا ہے کہ ایک عام آدمی بھی کردار کے مکالمے کو سمجھ سکے اور اس سے اپنے حالات کا عکس دیکھ سکے۔

مثال کے طور پر ڈرامہ وارث میں دیہی پس منظر رکھنے والے کرداروں کی زبان سادہ، رواں اور مقامی رنگ لیے ہوئے ہے۔ یہ مکالمے مصنوعی یا کتابی نہیں لگتے بلکہ حقیقی زندگی کے جملے معلوم ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ڈرامے عام ناظرین کے درمیان بھی بے حد مقبول ہوئے۔ جیسا کہ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اردو ڈرامہ نگاری کے ارتقا پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

> "امجد اسلام امجد نے ڈرامے میں روزمرہ کی زبان کو اس مہارت سے برتا ہے کہ کردار حقیقی زندگی سے قریب تر محسوس ہوتے ہیں۔"8

اسی طرح ڈاکٹر انور سدید نے ان کے اسلوب کے بارے میں کہا:

> "امجد اسلام امجد کی تحریر کی اصل خوبی یہ ہے کہ وہ مشکل خیالات کو بھی سادہ الفاظ میں ادا کر دیتے ہیں۔ ان کے مکالمے عوام کی بولی کے قریب ہیں اور یہی ان کی مقبولیت کی بنیاد ہے۔"9

سادہ اور عام فہم زبان امجد اسلام امجد کے ڈراموں کی وہ بنیادی خصوصیت ہے جس نے ان کے ڈراموں کو ہر طبقے کے ناظرین تک پہنچایا۔ ان کی زبان میں نہ صرف فصاحت ہے بلکہ روزمرہ کا پن بھی ہے، جس نے ان کے ڈراموں کو حقیقت سے قریب اور زیادہ مؤثر بنایا۔

مزاح اور سنجیدگی کا امتزاج

امجد اسلام امجد کے ڈراموں میں مکالمہ نگاری کی ایک اور اہم خصوصیت مزاح اور سنجیدگی کا امتزاج ہے۔ وہ اپنے ڈراموں میں نہ صرف سماجی حقیقت نگاری اور سنجیدہ مسائل پیش کرتے ہیں بلکہ ان میں ہلکے پھلکے مزاح کو بھی اس طرح شامل کرتے ہیں کہ ماحول خشک اور بوجھل نہ ہونے پائے۔ یہی امتزاج ناظرین کو ایک طرف سوچنے پر مجبور کرتا ہے اور دوسری طرف تفریح کا سامان بھی فراہم کرتا ہے۔

ان کے ڈراموں کے کئی کردار ایسے ہیں جو اپنے مکالموں میں طنز و مزاح کا رنگ پیدا کرتے ہیں۔ یہ مزاح محض ہنسی پیدا کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اس کے پیچھے سماجی تضادات اور انسانی کمزوریوں کو نمایاں کرنے کا مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس طرح سنجیدہ موضوعات بھی زیادہ مؤثر انداز میں ناظرین تک پہنچتے ہیں۔

ڈرامہ دیوار اس کی نمایاں مثال ہے جہاں گھریلو مسائل کے ساتھ ساتھ کرداروں کی گفتگو میں ایسے طنزیہ اور مزاحیہ پہلو بھی شامل ہیں جو کہانی کو حقیقت سے قریب کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر سلیم اختر نے مکالمے کے اس اسلوب پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے:

> "امجد اسلام امجد کے مکالموں میں ایک ایسا توازن موجود ہے جو سنجیدگی کو خشک نہیں ہونے دیتا اور مزاح کو سطحی نہیں ہونے دیتا۔ یہی امتزاج ان کی ڈرامہ نگاری کو منفرد بناتا ہے۔"10

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

اسی پہلو پر تبصرہ کرتے ہوئے انور سدید لکھتے ہیں:

"ان کے مکالمے قاری یا ناظر کو ایک وقت میں مسکرانے پر بھی مجبور کرتے ہیں اور گہرے تفکر پر بھی۔ یہی ان کی زبان اور اسلوب کی اصل قوت ہے۔"11

سماجی حقیقت نگاری کا اظہار

امجد اسلام امجد کے ڈراموں میں مکالمہ نگاری کا سب سے نمایاں پہلو سماجی حقیقت نگاری ہے۔ ان کے مکالمے محض خیالی یا تصوراتی دنیا کی عکاسی نہیں کرتے بلکہ براہِ راست معاشرتی تضادات، جاگیرداری نظام، طبقاتی کشمکش، گھریلو مسائل اور انسانی نفسیات کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ڈرامے صرف فن پارے نہیں بلکہ معاشرتی دستاویزات معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے مشہور ڈرامے وارث میں جاگیرداری نظام اور طاقت کے ڈھانچوں کی حقیقت بڑی شدت سے سامنے آتی ہے۔ کرداروں کے مکالمے صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی مسائل کو بھی بیان کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سرداری نظام، طاقت کا استعمال، انصاف کی کمی اور عام انسان کی بے بسی—یہ سب کچھ مکالموں میں اس طرح ڈھلتا ہے کہ ناظر اپنی سماجی زندگی کا عکس اسکرین پر دیکھتا ہے۔

اسی طرح دیوار میں شہری زندگی کے مسائل، خاندانی ٹوٹ پھوٹ، اور رشتوں میں بڑھتی ہوئی خلیج کو مکالموں کے ذریعے نہایت حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس پہلو کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"امجد اسلام امجد کے ڈرامے ہمارے عہد کے سماجی اور تہذیبی مسائل کا آئینہ ہیں۔ ان کے مکالمے محض کرداروں کی زبان نہیں بلکہ پورے معاشرے کی زبان معلوم ہوتے ہیں۔"12

اسی طرح انور سدید لکھتے ہیں:

"امجد اسلام امجد نے ڈرامے کو محض تفریح نہیں رہنے دیا، بلکہ اس کے ذریعے سماج کے سلگتے ہوئے مسائل سامنے رکھ دیے۔ ان کے مکالموں میں طبقاتی اور تہذیبی کشمکش کی گونج صاف سنائی دیتی ہے۔"13

امجد اسلام امجد نے مکالمہ نگاری کو سماجی مسائل کے اظہار کا مؤثر ذریعہ بنایا۔ ان کے ڈراموں میں کرداروں کے مکالمے فرد سے زیادہ معاشرے کے عکاس ہیں۔ جاگیرداری نظام ہو یا شہری زندگی کے تضادات، ان کی حقیقت پسندانہ پیشکش نے ان کے ڈراموں کو محض فن نہیں بلکہ سماج کا آئینہ بنا دیا۔

مکالمے میں رومانوی و جذباتی رنگ

امجد اسلام امجد کے ڈراموں میں مکالمہ نگاری کا ایک اور اہم پہلو رومانوی اور جذباتی رنگ ہے۔ ان کے مکالمے صرف سماجی حقیقت نگاری اور سنجیدہ مسائل تک محدود نہیں رہتے بلکہ انسانی جذبات، رومانوی احساسات اور دل کی کیفیات کو بھی نہایت خوبصورت انداز میں بیان کرتے ہیں۔ شاعر ہونے کے ناطے وہ انسانی رشتوں کے نازک پہلوؤں کو بڑی لطافت کے ساتھ مکالموں میں ڈھالتے ہیں۔

ان کے ڈراموں میں محبت، چاہت، قربانی، وفا اور جدائی جیسے جذباتی عناصر اس طرح شامل ہیں کہ وہ کہانی کو ایک نئی جان بخشتے ہیں۔ مثال کے طور پر شب زاد اور سویرا میں رومانوی تعلقات کو نہایت سادہ مگر دلکش مکالموں کے ذریعے پیش کیا گیا ہے۔ یہ مکالمے ناظرین کے جذبات سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں اور ڈرامے کی اثر پذیری بڑھا دیتے ہیں۔

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ڈاکٹر جمیل جالبی اس خصوصیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امجد اسلام امجد نے ڈرامے میں شاعرانہ لطافت اور رومانوی جذبات کو اس طرح شامل کیا ہے کہ کرداروں کے مکالمے محض کہے ہوئے جملے نہیں بلکہ محسوس کیے گئے جذبات معلوم ہوتے ہیں۔"14

اسی طرح ڈاکٹر انور سدید نے بھی ان کے مکالموں کے جذباتی رنگ کو نمایاں کیا ہے:

"امجد اسلام امجد کا مکالمہ ایک طرف حقیقت پسندانہ ہے تو دوسری طرف اس میں محبت اور انسانی رشتوں کی لطافت بھی ہے۔ یہی امتزاج انہیں دوسرے ڈرامہ نگاروں سے ممتاز کرتا ہے۔"15

مزید وارث میر کے مطابق:

"امجد اسلام امجد کے مکالموں کی مقبولیت کی ایک بڑی وجہ ان میں شامل رومانی اور جذباتی عناصر ہیں جو ناظر کو کرداروں سے جوڑ دیتے ہیں۔"16

امجد اسلام امجد کے مشہور ڈراموں میں مکالمہ نگاری کے نمونے

امجد اسلام امجد نے کئی یادگار ڈرامے تحریر کیے جن میں وارث، دیوار، شب زاد، سویرا، اپنے لوگ، دن، خواب جاگتے ہیں وغیرہ شامل ہیں۔ ان ڈراموں میں مکالمہ نگاری ہی اصل قوت ہے۔ آیئے چند نمایاں ڈراموں میں اس کی جھلک دیکھتے ہیں:

.1وارث(1979)

وارث کو امجد اسلام امجد کی شہرت کی بنیاد کہا جاتا ہے۔ اس ڈرامے میں جاگیرداری نظام اور طاقت کے ڈھانچوں کو بے نقاب کیا گیا۔ مکالمے کرداروں کی سماجی حیثیت اور ذہنی کیفیت کے عین مطابق ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مقام پر جاگیردار اپنے مخالف کو دھمکاتے ہوئے کہتا ہے:

"یہ زمین ہماری ماں ہے، اور ماں پر صرف بیٹے کا حق ہوتا ہے، غیر کا نہیں۔"17

یہ مکالمہ صرف ایک جملہ نہیں بلکہ جاگیرداری ذہنیت اور ملکیت کے تصور کی پوری وضاحت ہے۔

.2دیوار(1981ء)

یہ ڈرامہ شہری زندگی اور گھریلو مسائل پر مبنی ہے۔ اس میں مکالموں کے ذریعے خاندانی رشتوں کی کمزوریاں، مادیت پسندی اور اقدار کی شکست و ریخت دکھائی گئی ہے۔ مثال کے طور پر ایک بیٹا اپنے والد سے کہتا ہے:

"آپ نے ہمیں سب کچھ دیا، مگر وقت نہیں دیا۔"18

یہ مکالمہ خاندانی تعلقات کی تلخی کو نہایت سادگی اور گہرائی سے ظاہر کرتا ہے۔

.3شب زاد(1983ء)

شب زاد میں رومانوی اور جذباتی مکالمے اپنی معراج پر نظر آتے ہیں۔ محبت اور احساسات کے اظہار کو اتنی لطافت کے ساتھ پیش کیا گیا کہ یہ ڈرامہ ناظرین کے دلوں میں گھر کر گیا۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مثال کے طور پر ایک کردار کہتا ہے:

"محبت اندھی نہیں ہوتی، بس وہ دوسروں کی آنکھوں سے زیادہ اپنے دل کی آنکھوں پر بھروسہ کرتی ہے"19

یہ مکالمہ رومانویت اور فلسفیانہ گہرائی دونوں کو یکجا کرتا ہے۔

.4 دیگر نمایاں ڈرامے

سویرا: امید، قربانی اور انسانی رشتوں کی مضبوطی پر مبنی ہے۔ مکالمے کرداروں کی جذباتی کیفیت کو نمایاں کرتے ہیں۔

اپنے لوگ: خاندانی جھگڑوں اور رشتوں کی نزاکت کو حقیقت پسند مکالموں کے ذریعے بیان کرتا ہے۔

دن: عام انسان کے خواب، مشکلات اور سماجی دباؤ کو روزمرہ کی زبان میں پیش کرتا ہے۔

یہ سب ڈرامے مکالموں کی سچائی اور اثرپذیری کی وجہ سے یادگار ہیں۔

امجد اسلام امجد کے ڈراموں کے یہ نمونے ثابت کرتے ہیں کہ ان کی اصل تخلیقی طاقت مکالمہ نگاری میں ہے۔ وارث میں طاقت اور جاگیرداری کا کرب، دیوار میں گھریلو رشتوں کی تلخی، شب زاد میں رومانوی لطافت اور دیگر ڈراموں میں سماجی و انسانی مسائل — سب کچھ مکالمے کی قوت کے ذریعے ہی ناظر تک پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مکالمے آج بھی ناظرین کو یاد ہیں اور ادب کا حصہ سمجھے جاتے ہیں۔

امجد اسلام امجد کی مکالمہ نگاری کے اثرات

.1 ناظرین پر اثر

امجد اسلام امجد کے ڈراموں کے مکالمے ناظرین کے دل و دماغ پر گہرا اثر رکھتے ہیں۔ ان کی سادہ اور عام فہم زبان، مزاح و سنجیدگی کا امتزاج، اور رومانوی و جذباتی رنگ ناظر کو کرداروں سے جڑنے پر مجبور کرتا ہے۔ ناظر صرف کہانی نہیں دیکھ رہا ہوتا بلکہ کرداروں کی کیفیت، معاشرتی تضادات اور انسانی جذبات کا براہِ راست مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر انور سدید اس اثر کو یوں بیان کرتے ہیں:

"امجد اسلام امجد کے مکالمے ناظرین کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں، ان کے جذبات اور سماجی مسائل دونوں کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔"20

مزید یہ کہ ناظرین ان کے ڈراموں کے مکالموں کو عام بول چال میں بھی یاد رکھتے ہیں، جو ان کے اثر کی دیرپائی کا ثبوت ہے۔

.2 اردو ڈرامہ ادب پر اثر

امجد اسلام نے اردو ڈرامہ ادب میں مکالمہ نگاری کے معیار کو بلند کیا۔ ان کے ڈرامے ادبی اور فنی دونوں اعتبار سے مثالی ہیں۔ ان کی مکالمہ نگاری نے نئے موضوعات کو ڈراموں میں شامل کرنے کا رجحان پیدا کیا، مثلاً سماجی تضادات، انسانی نفسیات، اور خاندانی پیچیدگیاں۔

وارث میر کے مطابق:

"امجد اسلام امجد نے مکالمہ نگاری کے ذریعے اردو ڈرامہ کو ادبی حیثیت دی اور نئے موضوعات کو پردے پر لانے کا راستہ کھولا۔"21

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN:3006-6921

ان کے اسلوب نے بعد کے ڈرامہ نگاروں کے لیے معیار قائم کیا کہ مکالمہ صرف پلاٹ آگے بڑھانے کے لیے نہیں بلکہ کردار، ماحول اور موضوع کی عکاسی کے لیے ہونا چاہیے۔

3. نئی نسل کے ڈرامہ نگاروں پر اثر

امجد اسلام امجد کی مکالمہ نگاری نے نئی نسل کے ڈرامہ نگاروں کو متاثر کیا۔ وہ دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح سادہ زبان، جذباتی رنگ، اور معاشرتی حقیقت نگاری کو یکجا کر کے ڈرامے کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس بات کو یوں واضح کیا:

> "امجد اسلام امجد کے ڈرامے اور مکالمے نئی نسل کے ڈرامہ نگاروں کے لیے رہنمائی ہیں، انہوں نے یہ دکھایا کہ ڈرامہ ادب کا ایک مکمل فن ہو سکتا ہے، جو عوام اور خواص دونوں کو متاثر کرے۔"22

یعنی آج بھی کئی نوجوان ڈرامہ نگار امجد کے اسلوب کو بنیاد بنا کر اپنے ڈراموں میں حقیقت، مزاح، سنجیدگی اور رومانویت کا توازن برقرار رکھتے ہیں۔

اردو ڈرامہ کی روایت میں امجد اسلام امجد کا مقام

اردو ڈرامہ نگاری کی تاریخ میں امجد اسلام امجد کا مقام انتہائی اہم اور منفرد ہے۔ انہوں نے اردو ٹی وی ڈرامے میں جدید اور روایتی دونوں عناصر کو یکجا کیا۔ ان کی تخلیقات نے یہ دکھایا کہ ڈرامہ نہ صرف تفریح کا ذریعہ ہو سکتا ہے بلکہ ادبی، سماجی اور انسانی مسائل کو بھی منظرِ عام پر لا سکتا ہے۔

امجد کی ڈرامہ نگاری نے:

مکالمہ نگاری میں معیار قائم کیا—مکالمے سادہ، مؤثر اور جذباتی ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی حقیقت پسندی کا رنگ بھی لیے ہو سکتے ہیں۔

سماجی مسائل کی عکاسی کی—ڈرامے محض تفریح کے لیے نہیں بلکہ معاشرتی آئینہ بن گئے۔

ناظرین اور ادب کے درمیان پل بنایا—عام لوگ بھی ان کے مکالمے سمجھ سکیں اور ادبی سطح کے ناظرین بھی ان کی قدر کریں۔

نئی نسل کے ڈرامہ نگاروں کے لیے رہنمائی فراہم کی—ان کا اسلوب آج بھی نوجوان تخلیق کاروں کے لیے معیار ہے۔

امجد اسلام امجد کے ڈرامے اردو ڈرامہ کی روایت میں ایک ایسا سنگِ میل ہیں جو نہ صرف ادبی معیار قائم کرتے ہیں بلکہ ناظرین کو بھی حقیقت، جذبات اور انسانی تضادات کے قریب لے جاتے ہیں۔ ان کا یہ مقام اردو ڈرامہ نگاری کی تاریخ میں دیرپا اور نمایاں ہے۔

حوالہ جات

1۔ جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد چہارم، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1992، ص 356)۔
2۔ انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص 402)۔
3۔ وارث میر، فن اور فنکار، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1985، ص 128)۔
4۔ جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد پنجم، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، ص 421)۔
5۔ انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص 510)۔
6۔ وارث میر، فن اور فنکار، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1985، ص 217)

Vol. 2, No. 4 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

7۔انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص512
8۔ جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد پنجم، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، ص423
9۔انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص514
10۔ سلیم اختر، اردو ڈرامہ اور اس کا پس منظر، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1992، ص301
11۔انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص516
12۔ جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد پنجم، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، ص427
13۔انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص518
14۔ جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد پنجم، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، ص430
15۔انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص520
16۔وارث میر، فن اور فنکار، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1985، ص232
17۔انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص523
18۔ سلیم اختر، اردو ڈرامہ اور اس کا پس منظر، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1992، ص305
19۔ جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد پنجم، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، ص432
20۔انور سدید، اردو ادب کی تاریخ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2000، ص526
21۔(وارث میر، فن اور فنکار، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 1985، ص235)
22۔(جمیل جالبی، تاریخ ادبِ اردو، جلد پنجم، انجمن ترقی اردو، کراچی، 1997، ص435)